فیوض الحرمین

مع ترجمہ اردو

قسط:۲

سعادت کونین

تصنیف لطیف: شاہ ولی اللہ رح

مشهد عظيم نفث في روعي من قبل الملاء الاعلىٰ اسرار عظيمة حتى امتلات نفسي ونسمتي بها وها انا اذكرها لك تفصيلا فعض عليها بنواجذك اذا اردت ان يحصل لك كمال الملاء الاعلىٰ المتخاصمين فلا سبيل الى ذلك الدعاء وكثر الاطراح بين يدى ربك والسوال منه بجهد عزيمتك وصدق همتك لاسيما اذا سالت منه ماكنت مشتاقا الى تحصيله عقلا وطبعا وكان فيه تكملك وتكمل الناس ورافة بعامة خلق الله فاذا رسخت ملكة الدعاء فيك وعقلت كيف تسال الله

مشہد عظیم میرے دل میں ملاء اعلیٰ سے ایسے اسرار عظیمہ آئے کہ میرا نفس اور روح ان سے بھر گیا اور ان کو تفصیل وار میں بیان کرتا ہوں تو ان کو خوب مضبوط ڈاڑھوں سے پکڑ جب تو چاہے کہ تجھ کو حاصل ہو کمال ملاء اعلیٰ کا جو متخاصمین ہیں تو اس کا کوئی رستہ نہیں مگر دعا اور عاجزی اللہ کے روبرو اور اس سے سوال کمال عزیمت اور صدق ہمت کے ساتھ خصوصاً جس وقت تو اس سے سوال کرے اس شے کا جس کے حاصل کرنے کا تو مشتاق ہے عقل کی رو سے یا طبیعت کی رو سے اور اس میں تیرے واسطے اور خلقت کے لئے کمال ہو اور عام خلقت پر مہربانی ہو جب ملکہ دعا کا تجھ میں راسخ ہوا اور تو نے جان لیا کہ اللہ سے کیسے صدق ہمت سے سوال کرتا ہے تو ملاء اعلیٰ کے

بصدق الهمة انخرطت فی سلک الملاء الاعلی وقد اشار سیدنا ونبینا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم الی ذلک حیث قال من فتح له باب الدعاء فتح له باب الجنة او الرحمة او کما قال ومن اراد ان یحصل له فالملاء السافل من الملائکة فلا سبیل الی ذلک الا الاعتصام بالطهارات والحلول بالمساجد القدیمة التی صلی فیها جماعات من الاولیاء واکثار الصلوٰة وتلاوة کتاب اللہ وذکر اللہ باسمائه الحسنی او باربعین اسما فما هو مشهور فهذا کله رکن واحد فیما یقصد والرکن الثانی کثرة الاستخارات فی الامور المهمة بان یجعل نفسه سواء بالنسبة الی الفعل والترک ثم یسال الحق بارک وتعالیٰ ان یبین له ما فیه المصلحة ویجلس متطهرا جامعا الخاطرة ینتظر

زمرہ میں داخل ہوگیا اور تحقیق اشارہ فرمایا ہے نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف جہان فرمایا ہے کہ جس کے لئے دروازہ دعا کا کھل جاتا ہے اس کے لیے دروازہ جنت کا کھل جاتا ہے یا رحمت کا یا کوئی اور لفظ فرمایا اور جو شخص ارادہ کرے کہ ملائکہ سافل سا ہوجائے تو اس کا کوئی طریق نہیں مگر یہ کہ بہت پاکیزہ رہے اور پرانی مسجدوں میں جائے جن میں بہت اولیاؤں نے نماز پڑھی ہو اور کثرت سے نماز پڑھے اور قرآن شریف کی تلاوت اور ذکراللہ کے اسماء حسنیٰ کا یا جو چالیس نام مشہور ہیں ان کا ذکر اور یہ سب باتیں اس مقصد کی ایک رکن ہیں اور رکن دوسرا مشکل امروں میں کثرت سے استخارہ کرنا کہ نفس کو متوجہ کرے کام کے کرنے اور نہ کرنے کی طرف پھر اللہ تبارک وتعالیٰ سے سوال کرے کہ وہ ظاہر کرے جس میں مصلحت ہو اور بیٹھے باطہارت مطمئن ہوکر اور انتظار کرے کہ کس طرف دل پھرتا اور جس کو دیا اللہ نے نور نماز اور نور طہارت کا فہم اس طرح کہ جب وہ نماز سے رہ جائے یا بے وضو

الشراح خاطرة الى احد الجانبين ومن اعطاه الله تعالى فهم نور الصلواة ونور الطهارة بحيث اذا بعد عهده عن الصلواة او تراكمت عليه الاحداث والجنابات او امتلات حواسه من الالوان المرئية والاصوات المسموعة حصلت له هيئة يعقلها ويميزها ويتازى منها ويتنفر بجبلة عنها ثم اذا توغل فى الطهارات والصلوٰة وجمع الحواس فى الذكر حصلت له هيئة اخرى يعقلها ويميزها ويحس اليها وينشرح بها وكانت الحالتان معلومتين متميزتين بمنزلة المحسوسات فهو المؤمن بالايمان الحقيقى الذى يعبر عنه بالاحسان لاشک فى ذلک ومن عرف فى ضمن الدعاء والذكر كيفية الحضور وان لم يقدر علىٰ تجريد الحضور من اللفظ والحرف والخيال فقد اتى بما يهمه فى باب الاحسان

مشهد آخر رأيت فى المنام الليلة العاشرة من صفر سنة اربع

ہوجائے یا جنابت آجائے یا اس کے حواس بھر جائیں رنگوں سے جو نظر آئیں اور آوازوں سے جو سنے تو اس کو ایک ایسی ہیئت حاصل ہو کہ وہ تمیز کرلیتا ہے اور اس سے اذیت پاتا اور نفرت کرتا ہے جبلی طور پر اس سے نہ آتی ہے جب وہ طہارت اور نماز اور اطمینان سے ذکر کرنے میں مشغول ہوتا ہے ہیئت حاصل ہوتی ہے تو تمیز کرتا ہے اور اس کو اچھا جانتا ہے اور اس سے خوش ہوتا ہے اور یہ دونوں حالتیں جس کو سمجھتا ہے اور جدا جدا معلوم ہوجائیں جیسے بمنزلہ محسوسات کے تو وہ مومن ہے باایمان حقیقی جس سے عبارت احسان ہے اس میں کچھ شک نہیں اور جو شخص دعا اور ذکر میں کیفیت حضور پائے اگرچہ قادر نہ ہو محض حضور پر بسبب لفظ و حرف و خیال کے تو وہ تحقیق اپنے ارادہ کو پہنچا احسان کے باب میں

مشہد آخر- میں نے خواب میں دیکھا ماہ صفر کے دسویں تاریخ سنہ ۱۱۴۴ ایک ہزار ایک سو چوالیس کو مکہ مبارکہ میں کہ گویا حضرت امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما

واربعین والف ومائة بمكة المباركة كانّ الحسن والحسين رضى الله عنهما نزلا فى بيتى وبيد الحسن رضى الله تعالىٰ عنه قلم انكسر لسانه فبسط الىّ يده ليعطينى وقال هذا قلم جدىٰ رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال حتى يصلحه الحسين فليس ما اصلحه الحسين كما لم يصلحه فاخذه حسين رضى الله عنه واصلحه ثم ناولنيه فسررت به ثم جيئ برداء مخطط فيه خط اخضر وخط ابيض فوضع بين يديهما فرفعه حسين رضى الله عنه وقال هذا رداء جدى رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم اَلبنى فوضعته علىٰ راسى تعظيما وحمدت الله تعالىٰ ثم انتبهت

مشهد عظيم وتحقيق شريف

اعلم ان الايمان بما انزل الله تعالى علىٰ نبيه صلى الله عليه وسلم علىٰ

میرے گھر تشریف لائے ہیں اور حضرت امام حسن کے ہاتھ میں ایک قلم ٹوٹے نوک کا ہے پھر انہوں نے ہاتھ بڑھایا کہ مجھ کو عنایت کریں اور فرمایا یہ ہمارے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے پھر فرمایا تاکہ اس کو حسین رضی اللہ عنہ سنوار دیں یہ ویسا نہیں ہے جیسا امام حسین رضی اللہ عنہ نے سنوارا تھا پھر لے لیا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اور سنوار دیا پھر مجھ کو عنایت کیا میں بہت خوش ہوا اس سے پھر آئی ایک چادر دھاری دار کہ جس میں ایک سبز دھاری اور ایک سفید تھی پھر ان کے اوپر رکھی گئی پھر حضرت امام حسینؓ نے اس کو اٹھایا اور فرمایا یہ چادر ہمارے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے پھر مجھ کو اڑہائی پھر میں نے اس کو تعظیماً اپنے سر پر رکھا اور اللہ تعالیٰ کا شکر کیا پھر میں جاگ گیا

مشہد عظیم تحقیق شریف

جان لینا چاہیے کہ ایمان لانا اس شے پر جو اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے دو قسم ہے ایک ایمان لانا

ضربین ایمان الرجل علیٰ بینة من ربه وایمان بالغیب الذی ایمانه علیٰ بینة من ربه فمثله کمثل رجل شهد الامیر حین خلع علیٰ وزیده خلعة الوزارة وولاه امور المملکة وبعثه الی الناس یخبرهم بکذا وکذا وازال الخفاء ببعثه وکلفهم بذلک، فکل هذا بمرئی منه ومسمع ابصرته عیناه حین خلع وسمعته اذناه حین قال ودعاه قلبه حین کلف فهذا الحاضر لم یصر وزیر الحضورة ولا مبعوثا الی الناس ولکن صار مکلفا علیٰ بینة ومامورا مشافهه واما المؤمن بالغیب فمثله کمثل رجل اعمی اخبره بصیر بطلوع الشمس فاستقین به حتی انه لا یجد فی قلبه نقیضاً ولا احتمالا ضعیفا ایضا ولکن جزم قلبه انما کنهة ان البصیر اخبره به لا من دون توسط البصیر والکامل من الافراد من

آدمی کا بینہ پر اپنے رب کے اور دوسری قسم ایمان لانا غیب پر سو جو جس شخص کا ایمان پنے رب پر ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بادشاہ کے دربار میں جائے اس وقت کہ بینہ پر ہے وہ وزیر کو خلعت وزارت کا دے اور حاکم کرے امور مملکت اور اس کو بھیجے کہ لوگوں کو اس بات کی خبر کردے اور اس کو بھیج کر خفا کو دور کردے اور لوگوں کو مکلف کرے وہ شخص یہ سب دیکھ رہا ہے اور سن رہا ہے اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا خلعت دینے کو اور کانوں سے سنا جو بادشاہ نے کہا اور اسے یاد ہے جب مکلف کیا تو یہ شخص حاضر نہیں ہوجانے کا وزیر حاضر ہونے سے اور نہ مبعوث لوگوں کی طرف لیکن مکلف ہوگیا دیکھ کر اور مامور ہوگیا اور جو ایمان بالغیب لائے اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اندھا ہے اس کو بینا نے خبر دی کہ آفتاب طلوع ہوا اس نے یقین کرلیا ایسے کہ اس کے دل میں اس کے برعکس نہیں اور نہ کوئی احتمال ضعیف بھی لیکن اس کے دل کو یقین ہے کہ آنکھوں والے

جمیع الایمانین فله ارتباط بالحق الاول لا یقبل التوسط ترشح من هذا الارتباط جمیع العلوم التی انزلها الله تعالیٰ علیٰ انبیائه فاستیقن بها بل اطمئن وکان علیٰ بینة من ربه فلیس له بحسب هذا الارتباط ناموس یحفظه ویمسک بیدیه وانما حفظ الحق له وعصمته هو الذی یمسک بیدیه فهو یحس بهذا الحفظ ویری انه لو انقطع لما کان مستقره الا [illegible] السفلی وهو بحسبه [illegible] بالعلم الالهی ووراء ذلک له تدلی یحذوا حذو العوام [illegible] الایمان بالغیب والانحفاظ بالنوامیس والجزم بواسطة الخبر والانقیاد التام للمخبر الصادق والمحبة الصادقة له فالایمانان متحققان للفرد ولکن عند شعشعان انوار الایمان الاول قد یخفی الثانی وکنت ذات لیلة

نے خبر دی ہے نہ بغیر وسلیہ آنکھوں والے کی اور کامل فردوں میں وہ فرد ہے جس کو دونوں قسم کا ایمان ہے۔ اس کو ارتباط حق ہے پہلے ہی سے جس میں توسط نہیں اس ارتباط سے اس پر ترشح ہوتے ہیں وہ سب علوم جو اللہ نے نازل کئے اپنے نبیوں پر اس نے ان پر یقین کیا بلکہ اطمینان کیوں کہ وہ تھا بینہ پر اپنے رب کے اس ارتباط کی موافق نہیں کوئی اس پر فرمان کہ اس کی حفاظت کرے اور اس کو روکے دونوں ہاتھوں سے سوائے اس کے نہیں کہ اس کو اللہ کی حفاظت اور [illegible] اپنے روبرو رہتے ہوئے سے وہ [illegible] کرتا ہے اس حفظ کو اور جانتا ہے کہ [illegible] اس سے الگ ہوا تو پھر جہنم میں ہی [illegible] وہ موافق اس کے محقق بعلم الٰہی ہے اور [illegible] ہیں کے اس کے واسطے ہی تدلی مقابل عوام کے جس کا کمال ایمان بالغیب ہے [illegible] گرنے والی شریعت اور [illegible] کے اور مخبر صادق کا انقیاد پورا [illegible] سے محبت صادق بس یہ [illegible] ایمان کی قسمیں فرد کے واسطے محقق ہیں لیکن جب پہلی قسم

اصلی التهجد فی الحجر اذ تشعشع انوار الایمان علیٰ بینة فغلبت وبهرت فتاملت الایمان بالغیب فلم اجده ثم تاملته فلم اجده حتی رایتنی اتحسرّ علیه واتاسف ثم بعد حین فاظهر هذا الایمان واطمئن الخاطر فتدبر

تحقیق شریف الاولیاء

کثیرا ما یلهمون بان الله تعالی اسقط عنهم التکلیف وانه خیرهم فی الطاعات ان شاؤا فعلوها وان لم یشاؤا لم یفعلوه حکیٰ لی سیدی الوالد رضی الله عنه عن نفسه ان الهم بهذا وانه دعا الله تعالی ان یقیم علیه التکلیف وما اختار الا التمس ولم یکن من مذهبه سقوط التکلیف عن احد من خلق الله مادام عاقلا بالغا فرایته یری الالهام حقا ویری مذهبه حقا ویتحیر فی التطبیق واخبرت عن سیدی العم قدس سره ان کان یخبر عن نفسه انه

کے ایمان کے نور چمکتے ہیں تو دوسری قسم کے ایمان کے نور چھپ جاتے ہیں اور میں ایک رات تہجد پڑھتا تھا حرم میں انوار ایمان علیٰ بینہ کے غالب آگئے اور چمکے اور میں متحیر ہوا میں نے سوچا کہ ایمان بالغیب ہے تو نہ پایا اس کو پھر سوچا میں نے تو اسے نہ پایا یہاں تک کہ معلوم ہوا میں اس پر حسرت کرتا ہوں اور افسوس پھر اس کے بعد نہ ظاہر ہوا یہ ایمان اور سیر اور مجھے اطمینان آگیا تو اسے غور کرو

تحقیق شریف بہت اولیاؤں کو الہام ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے تکلیف شرعی معاف کی تمہیں اختیار ہے عبادت چاہے کرو چاہے نہ کرو حضرت قبلہ گاہی صاحب نے اپنی حکایت بیان کی مجھ سے کہ ان کو بھی یہ الہام ہوا اور انہوں نے اللہ سے دعا کہ کہ مجھ پر شرع کی تکلیف قائم رہے اور انہوں نے سوا شرع کے نہ اختیار کیا اور ان کا مذہب نہ تھا تکلیف شرعی معاف ہونے کا کسی سے جب تک عاقل بالغ ہو کوئی بینے انہیں دیکھا الہام کو بھی حق جانتے تھے اور اپنے مذہب کو بھی حق اور اس کی تطبیق میں

الهم بسقوط التكليف وقبل له ان عبدت خوفا من النار فانا قد اجرناك عن النار وان عبدت طمعا في الجنة فانا وعدناك ان ندخلك اياها وان عبدت طلبا لرضانا فقد رضينا عنك رضا لاسخط بعده فقال ربي انما اعبد لك لا لشئ دونك وكان قدس سره يميل الى ان الكمل يسقط عنهم التكليف والله سبحانه هو الذي يقيم عليهم النواميس من غير اختيارهم وهكذا روى عن كثير من اولياء الله تعالى والسر في ذلك عندي ان الانسان اذا انتقل عن الايمان بالغيب بهذه النواميس الى الايمان بهاعلىٰ بينة ووجد هذه العبادات والنواميس في نفسه مثل الجوع والعطش مما لا يقدرعلىٰ تركه ولا معنى لتعلق التكليف به لانها من الجبلة التي جبل عليها ما سواه

متحیر تھے اور جناب عمومی صاحب نے اپنا حال بیان کیا کہ ان کو الہام ہوا کہ تکلیف شرعی معاف کی گئی اور ان سے کہا گیا کہ اگر جہنم سے ڈر کر عبادت کرو تو ہم نے تم کو دوزخ سے نجات دی اور جنت کے واسطے عبادت کرو تو ہم نے جنت کا وعدہ کرلیا تم کو داخل کریں گے اور ہماری رضامندی کو عبادت کرو تو ہم راضی ہیں کبھی غصہ نہ کریں گے تو انہوں نے عرض کیا کہ یاالٰہی میں تیری عبادت کسی شے کے لیے نہیں کرتا سوا تیرے اور وہ قدس سرہ مائل تھے اس بات کی طرف کہ کاملوں سے تکلیف شرعی ساقط ہوجاتی ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان پر فرمان شریعت ان کے بے اختیار قائم کردیتا ہے اور ایسا ہی بہت سے اولیاء اللہ سے روایت کیا گیا ہے اور میرے نزدیک اس میں یہ بھید ہے کہ انسان جب منتقل ہوتا ہے اس نوامیس پر نادیدہ ایمان لانے سے ایسے نوامیس کی طرف دیدہ ایمان لانے پر اور پاوے عبادات اور نوامیس کو اپنے دل میں مثل بھوک اور پیاس کے جس کے ترک کرنے پر قادر نہیں اور کچھ

كان هذا السر واضحًا منشرحًا
او مجملاً ترشح من ذلک علیٰ
باطنه خطاب من الحق انما
مثاره هذه الحالة الاجمالية
والتفصيلية ان الله تعالى اسقط
عنه التكليف وانه اختار بعد
ذلک التنمس من اختيار وقصد
وانما مثل هذه الامور عندی مثل
الرؤيا يحتاج الیٰ تعبيرها وانما
تعبير هذا الالهام حصول هذا
المقام الذی هو مثار الالهام
والحق عندی ان الالهام كله حق
ولكن منه الفائض عن لسان
خاص ومثار معلوم ومنه الفائض
عن لسان القضاء الحاكم علیٰ
الوقت الاول متبع بحسب مقام
دون مقام والثانی هو المتبع
المطلق ومن الالهام ما يحتاج
الی تعبير فلابد من استنباط
رجل تام المعرفة ومنه مالا
يحتاج فتدبر **تحقيق شريف**
ومشاهد اخریٰ اعلم ان

معنیٰ نہیں اس سے علاقہ تکلیف کے اس
لیے کہ وہ تو اس کی جبلت ہے جس پر وہ
پیدا ہوا برابر ہے کہ یہ سر اس پر واضح ہو
کھلا کھلایا مجمل ہو ترشح ہوتا ہے اس سے
اس کے باطن پر خطاب اللہ تعالیٰ کا
مطلوب اس کا یہ حالت اجمالیہ اور تفصیلیہ
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے تکلیف
ساقط کی اور اس نے بعد اس کے تکلیف
شرعیہ کو اختیار کیا اپنے قصد واختیار سے
اور میرے نزدیک ان امور کی مثال
خواب کی مثال ہے کہ تعبیر کی حاجت
ہے اور تعبیر اس الہام کی حاصل ہونا اس
مقام کا ہے جو الہام کا مطلوب ہے اور
میرے نزدیک حق یہ ہے کہ الہام سب
حق ہیں لیکن بعضے ان سے زبان خاص اور
مطلوب معلوم سے فائض ہیں اور بعضے ان
کے حکم حاکم وقت سے ہیں پہلے متبع
موافق بعضے مقام کے ہیں اور دوسری قسم
متبع مطلق ہیں۔ اور بعضے الہام تعبیر کے
محتاج ہیں تو ضرور ہے استنباط کرنا کامل
معرفت والے شخص کا اور بعضے الہام محتاج
تعبیر کے نہیں پس غور کرو **تحقیق**
شریف ومشاہد اخریٰ جاننا

الارواحِ اذا فارقت اجساد لها ضمحا من القوة البهيمة اشياء وقويت الملكية واستقلت بما حملت من الكمال وهذا الكمال علىٰ وجوه منها نور الاعمال وذلک لان ملكية اذا اوحب الى البهيمة ان تعمل عملاً من الاعمال الصالحة فانقادت البهيمة واجتمعت بشر اسرها تحت تصرفها حصل للملكية انشراح وللبهيمة هيئة تناسب هيئة الملكية وهى غاية كمالها واذ تكرر ذلک مرة بعد اخرى حصل هذا الكمال فى جوهر الملكية والبهيمة وكان خلقا لهذا النفس وديدنًا وجبلة لا تنفک عنها ابدا ومنها نور الرحمة وذلک لان الانسان اذا عمل عملا رضى به الله تبارک وتعالىٰ ورحمه رجله لكونه سبب التفريح الكروب عن الناس كافة او لكونه سبب لتمام ما اراده

چاہیے کہ جب ارواح اپنے اجسام سے جدا ہوجاتی ہیں تو بہت سی چیزیں قوۃ بہیمیہ کی مضمحل ہوجاتی ہیں اور ملکیت قوتیں قوی اور مستقل ہوجاتی ہیں بوجہ کمال حاصل کرنے کے اور یہ کمال کئی وجھوں پر ہے ان میں سے ایک نور اعمال ہے اور یہ اس لیے کہ جب قوۃ ملکیۃ قوۃ بہیمیہ کو الہام کرتی ہے کہ کوئی نیک عمل کرے تو قوۃ بہیمیہ مطیع ہوجاتی ہے اور بالکل اس کے تحت و تصرف میں تو ملکیہ کو خوشی حاصل ہوجاتی ہے اور بہیمیہ کو حاصل ہوتی ہے ایک ہیئت مناسب ہیئت ملکیہ اور یہی قوۃ بہیمیہ ملکہ کا انتہائے کمال ہے اور جب یہ امر یکے بعد دیگرے کئی بار ہوتا ہے تو جوہر ملکیہ اور بہیمیہ میں یہ کمال حاصل ہوتا ہے اور اس نفس کے واسطے یہ خلق وعادت اور طبیعت اور جبلت ہوجاتا ہے کہ ابد تک کبھی اس سے جدا نہ ہو اور ایک ان میں سے نور رحمت ہے یہ اس لیے کہ انسان جب عمل کرتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے اور

الحق بتدليه الى الحق من الهداية واشاعة النور ولكون هذه النفس معدودة فى عداد التدلى بان التفتت هذه النفس وطمحت بجهد همتها الى التدلى واندرجت فيه فعند اجتماع هذه الوجوه الثلثة او وجود واحد منها يشتمله الرحمة الالهية فيظهر حينئذ للنفس انشراح ملكى وانبساط ومنها ان النفس اذا ذكرت جلال ربها اما بالالفاظ او بالمتخيلات كالاشغال القلبية او بالوهم المحاكى للجبروت وهو الذى يسميها اكثر اهل الزمان باليادداشت حصل للنفس وخلص اليها ملكة بيسط ولون جبروتى وكثير اما يسمى ذلك نورالياد داشت ومنها نور الاحوال وذلك لان النفس اذا كانت ممن يتمطى لتبدل الاحوال الخوف والرجا والقلق والشوق والانس والهيبة والتعظيم وغيرها خلص

اس سبب سے اس پر رحمت بھیجتا ہے اس لیے کہ انسان تمام لوگوں کی سختی دور کرتا ہے یا اس لیے کہ وہ سبب ہوتا ہے اس کے پورا ہونے کا جو اللہ نے خلقت پر تدلی کرنے سے چاہا ہے یعنی ہدایت اور نور کی اشاعت یا واسطے ہونے کے اس نفس کے معدود شمار تدلی میں کہ یہ نفس التفات کرے اور مرتفع ہو اپنی ہمت کی کوشش سے طرف تدلی کے اور داخل ہو اس میں پس جب اس میں یہ تینوں وجہ جمع ہوئیں یا ان میں سے ایک اللہ کی رحمت شامل ہوتی ہے تو اس وقت نفس کو انشراح ملکی خوش ہوتی ہے بعض ان سے یہ ہے کہ جب نفس نے اپنے رب کے جلال کو یاد کیا یا تو لفظوں سے اور یا خیال سے جیسا کہ اشغال قلبی کا طریقہ ہے یا وہم سے جو عالم جبروت کا حال بتانے والا ہے اور یہ وہی ہے جسے اکثر اہل زمانہ یادداشت کہتے ہیں تو حاصل ہوتا ہے نفس کو اور دوست ہوجاتا ہے اس کا ایک ملکہ بسیط اور رنگ جبروتی اور بہت لوگ اس کو نور یادداشت کہتے ہیں اور ان میں سے نور احوال ہے اور یہ اس لیے کہ نفس

الی جوهرها صفا ورقة قوام فاذا انفکت عن الجسد ولم یخففها ارادات متجددة انطبعت فیها الوان اسماء الحق وانواره وحصلت لها رفایق کثیرة وابتهجت بکل رقیقة فهذا حال اکثر الارواح وبتلک الانوار تکون کمراة ملقاة فی الشمس امتلئت نورا وضوء او کحوض ممتلیٔ ماء ضربه نور الشمس فی یوم راکد الریح وقت الهاجرة فاکتسا الماء لون الشمس اذا علمت ما قلناه وفهمته فاعلم انی لما زرت شهداء بدر رضی اللّٰه تعالیٰ عنهم وقمت بحیال قبورهم سطعت الانوار من قبورهم الینا دفعة فی اول الامر کمثل الانوار المحسوسة حتیٰ ترددت انی ادرکها بالحس وببصر الروح ثم تاملت فیها ای النور هی فوجدتها انوارالرحمة

جب ہوجاتا ہے ان میں سے جو تیز رو ہیں واسطے بدلنے احوال خوف رجا اور قلق اور شوق اور انس وہیبت تعظیم وغیرہ کے دوست ہوجاتی ہے اس کی جوہر کی صفائی اور وقت قوام پھر جب وہ روح جسم سے جدا ہوئے اور اس کو گھیرا نہ لیا ارادوں متجددہ نے تو اس میں منطبع ہوجاتے ہیں رنگ اور انوار اسماء الٰہی کے اور اس کو حاصل ہوتے ہیں لطافتیں کثیرہ اور وہ خوش ہوتے ہیں ہر لطافت سے پس یہ احوال اکثر ارواح کا ہے اور ان نوروں سے روح ہوجاتی ہے مانند ایک آئینہ کے جو دھوپ میں رکھا ہوا اور چمکتا ہو روشنی آفتاب سے یا مانند ایک حوض کے جو پانی سے لبریز ہو اور جس پر آفتاب چمکتا ہو اور ہوا ٹھری ہوئی ہو اور دوپہر کا وقت ہو اور وہ پانی نور آفتاب سے منور ہو پس جب تم نے سمجھ لیا جو ہم نے کہا تو جانو کہ جب میں نے زیارت کی شہداء بدر کی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور میں ان کے مزاروں کے گرد کھڑا ہوا تو ان کے مزاروں سے یکبارگی میری طرف نور چمکا ایسا نور کہ جیسے ان آنکھوں کے آگے ہے یہاں

ولما زرت القبر الذی ینسب الی ابی ذر الغفاری رضی الله تعالیٰ عنه بصفراء والله اعلم بحقیقة الحال وجلست حیاله وتوجهت الی روحه ظهرت لی کمثل هلال الثالثة فتاملت فیها فاذا نورها نور الاعمال ونور الرحمة جمیعا الا ان نور الرحمة اغلب واظهر وکنت قبل ذلک بمکة المعظمة فی مولد النبی صلّی الله علیه وسلم فی یوم ولادته والناس یصلون علیٰ النبی صلی الله علیه وسلم یذکرون ارهاصاته التی ظهرت فی ولادته ومشاهده قبل بعثته فرایت انوارا سطعت دفعة واحدة لا اقول انی ادرکتها ببصر الجسد ولا اقول ادرکتها ببصر الروح فقط الله اعلم کیف کان الامر بین هذا وذلک فتاملت تلک الانوار فوجدتها من قبل

تک کہ میں تردد میں تھا کہ ان آنکھوں سے دیکھتا ہوں یا روح کی آنکھوں سے پھر سوچا میں نے کہ یہ کونسا نور ہے تو معلوم کیا کہ یہ انوار رحمت ہیں اور جب میں نے زیارت کی اس مزار کی جو حضرت ابوذر غفاری کا مشہور ہے رضی اللہ عنہ اور جو وادی صفراء میں ہے، اور حقیقت حال خدا خوب جانتا ہے اور جب میں بیٹھا گرد اس مزار کے اور متوجہ ہوا ان کی روح کا تو مجھے معلوم ہوا ایک چاند تیسری شب کا میں نے سوچا تو وہ نور نور اعمال و نور رحمت دونوں جمع تھے مگر نور رحمت غالب اور بہت ظاہر تھا اور اس سے پہلے مکہ معظمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد مبارک میں تھا میلاد شریف کے روز اور لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے تھے اور بیان کرتے تھے وہ معجزے جو آپ کی وقت ولادت ظاہر ہوئے تھے اور وہ مشاہدے جو نبوت سے پہلے ہوئے تھے تو میں نے دیکھا کہ یکبارگی انوار ظاہر ہوئے ہیں یہ نہیں کہہ سکتا کہ آیا ان آنکھوں سے دیکھا اور نہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ فقط روح کی آنکھوں سے خدا جانے کیا امر

الملائكة الموكلين بامثال هذه المشاهد وبامثال هذه المجالس ورائيت بخالطه انوارالملائكة انوار الرحمة **مشاهد اخرى بالاجمال** لما دخلت المدينة المنورة وزرت الروضة المقدسة علىٰ صاحبها افضل الصلوة والتسليمات رايت روحه صلى الله عليه وسلم ظاهرة بارزة لا فى عالم الارواح فقط بل فى المثال القريب من الحس فادركت ان العوام انما يذكرون حضور النبى صلى الله عليه وسلم فى الصلوات وامامته بالناس فيها وامثال ذلک من هذه الدقيقة وكذلک الناس عامة لا يلهجون بشئ الا بما يترشح علىٰ ارواحهم من علم فياخذون اما حقيقة واما شجه فيخبر واحد ويتلقاه الاخر بالقبول لما ادرک ادراکا اجماليا ويسمعه ثالث فيؤيده بوجهه آخر ورابع فيذكر

تھا ان آنکھوں سے دیکھا یا روح کی بس میں نے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ نور ان ملائکہ کا ہے جو ایسی مجلسوں اور مشاہد پر موکل ومقرر ہیں اور میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت ملے ہوئے ہیں

مشاہدہ دوسرا بالاجمال جب میں داخل مدینہ منورہ ہوا اور روضہ مقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو آپ کی روح مبارک ومقدس کو دیکھا ظاہر اور عیان نہ فقط عالم ارواح میں بلکہ عالم مثال میں ان آنکھوں سے قریب بس میں نے معلوم کیا کہ یہ جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں خود موجود ہوتے ہیں اور لوگوں کو نماز پڑھاتے ہیں اور ایسی باتیں وہ یہی دقیقہ ہے اور اسی طرح اکثر لوگ کوئی بات زبان پر نہیں لاتے مگر جو ان کی ارواح پر ترشح کرے کسی علم سے تو ہوتی ہے وہ حقیقتاً یا اس کی صورت پھر ایک اس کو بیان کرتا ہے دوسرا قبول کرلیتا ہے اس چیز کو جسے اجمالی طور پر معلوم کیا اور تیسرا اسے سنتا ہے اور وہ اور وجہ سے اس کی تائید کرتا ہے اور چوتھا سنتا ہے تو ذکر

شجا مناسبا وهلم جرا حتیٰ یتفق
امة من الناس علیٰ ذلک فلیس
اتفاقهم فی مثل ذلک سدی فلا
تزدر المشهورات العوام لکن
تفطن باسرار ما یلهجون ثم
توجهت الی القبر الشامخ
المقدس مرة بعد اخریٰ فبرز
صلی الله علیه وسلم فی رقیقة
بعد رقیقة فتارة فی صورة مجرد
العظموت والهیبة وتارة فی
صورة الجذوب المحبة والانس
والانشراح وتارة فی صورة
السریان حتیٰ اتخیل ان الفضاء
ممتلئ بروحه علیه الصلوٰة
والسلام وهی تتموج فیه تموج
الریح العاصفة حتیٰ ان الناظر
یکاد یشغله تموجها عن ملاحظة
نفسه الی غیر ذلک من الرفائق
ورأیت صلی الله علیه وسلم فی
اکثر الامور یبدی لی صورته
الکریمة التی کان علیها مرة بعد
مرة انی طامح الهمة الی روحانیة

کرتا ہے ایک صورت مناسب اسی طرح
اور یہاں تک کہ اس امر پر لوگوں کی ایک
جماعت متفق ہوجاتی ہے اور ان کا اتفاق
ایسے امروں میں مہمل نہیں پس تو حقیر نہ
سمجھ مشہورات عوام کو لیکن تو اس میں
ان اسرار کو سمجھ جو وہ بیان کرتے ہیں
پھر میں متوجہ ہوا روضہ عالیہ مقدسہ کی
طرف چند بار تو ظہور فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے لطافت در لطافت میں
کبھی تو فقط صورت برد عظموت وہیبت
میں اور کبھی صورت جذبہ و محبت اور انس
وانشراح میں اور کبھی صورت سریان میں
حتیٰ کہ میں خیال کرتا تھا کہ تمام فضا بھری
ہوئی ہے آنحضرت علیہ الصلواۃ والسلام کی
روح مقدس سے اور روح مبارک اس میں
موجیں مار رہی ہے مانند ہوائے تیز کے
یہاں تک کہ دیکھنے والے کو تموج اور
لطافتوں کی طرف نظر کرنے سے باز رکھتا
تھا اور میں نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو اکثر امور میں اصلی صورت
مقدس میں بار بار باوجود یہ کہ میری کمال
آرزو تھی کہ روحانیت میں دیکھوں نہ
جسمانیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ

الی جسمانیة صلی اللّٰه علیه وسلم فتفطنت ان له خاصیة من تقویم روحه بصورة جسده علیه الصلوة والسلام وانه الذی اشار الیه بقوله ان الانبیاء لا یموتون وانهم یصلون ویحجون فی قبورهم وانّهم احیاء الیٰ غیرذلک ولم اسلم علیه قط الاوقد انبسط الی وانشراح وتبدی وظهر وذلک لانه رحمة للعالمین **مشهد آخر** لما کان الیوم الثالث سلمت علیه صلی اللّٰه علیه وسلم وعلیٰ صاحبیه رضی اللّٰه عنهما ثم قلت یارسول اللّٰه افضا علینا مما افاض اللّٰه علیک جئناک راغبین فی خیرک وانت رحمة للعالمین فانبسط الی انبساطا عظیما حتیٰ تخیلت کان عطافة ردائه لفتنی وغشیتنی ثم غطنی غطة وتبدی لی واظهر لی الاسرار وعرفنی بنفسه وامدنی

وسلم کو پس مجھ کو دریافت ہوا کہ آپ کا خاصہ ہے روح کو صورت جسم میں کرنا صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ وہی بات ہے جس کی طرف آپ نے اپنے اس قول سے اشارہ فرمایا ہے کہ انبیاء نہیں مرتے اور نماز پڑھا کرتے ہیں اپنی قبروں میں اور انبیا حج کیا کرتے ہیں اپنی قبروں میں اور وہ زندہ ہیں وغیرہ وغیرہ اور جب میں نے آپ پر سلام بھیجا تو مجھ سے خوش ہوئے اور انشراح فرمائے اور ظاہر ہوئے اور یہ اس واسطے کہ آپ رحمت للعالمین ہیں

مشہد دیگر جب تیسرا روز ہوا میں نے آپ پر سلام پڑھا اور حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما پر پھر عرض کیا کہ یارسول اللہ عنایت ہو ہم کو کچھ اس میں سے جو اللہ نے آپ کو دیا ہے ہم آپکے عطا کے شوقین آئیں ہیں اور آپ رحمت للعالمین ہیں تو آپ نے میری طرف کمال التفات کیا یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ آپ کی عنایت کی اس چادر نے مجھ کو لپیٹ لیا اور ڈھانک لیا خوب اچھی طرح چھپالیا اور ظاہر کئے مجھ

امدادا عظيما اجماليا وعرفني كيف استمد به في حوائجي وكيف يرد هو الى من يصلي عليه وكيف ينبسط الى من الطرى في مدحه او الح عليه فرايته عليه الصلوة والتسليمات قد صار من جوهر روحه وديدن نفسه وجبلته وفطرته مظهرية المتدلى العظيم المنبسط على وجه البشر حتى يكاد الظاهر يتميز من المظهر وهذه التدلى العظيم هى التى تدعى عند الصوفية بالحقيقة المحمدية وهى التى يصفونها بانها قطب الاقطاب ونبى الانبياء وكنهها بروز هذا التجلى فى البرزة البشرية فلما انعقدت حقيقة فى المثال متوجهة الى الخلق سميت حقيقة محمدية وقطبا ونبيا وهى تتحد مع كل من بعث الى الخلق ثم اذا تم امر البعثة وتوجهه المبعوث الى رحمة ربه وادبر

پر اسرار اور شناخت کروائی مجھے خود اور ایک بڑی اجمالی میری امداد فرمائی اور بتایا مجھ کو کہ کس طرح آپ سے اپنی حاجتوں میں مدد چاہوں اور کس طرح آپ جواب دیتے ہیں جب آپ پر کوئی درود پڑھے اور کیسے خوش ہوتے ہیں جو آپ کی مدح میں کوشش کرے یا آپ سے الحاح کرے پس دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ اپنے جوہر روح اور عادت نفس وجبلت وفطرت کے باعث تدلی عظیم کے مظہر ہوگئے اور وہ جو منبسط ہے بشر کے اوپر جس میں ظاہر اور مظہر کی تمیز نہیں ہوتی اور یہی وہ تدلی عظیم ہے جس کو صوفیہ حقیقت محمدیہ کہتے ہیں اور اسی تدلی سے مراد ہوتی ہے جو صوفیہ کہتے ہیں کہ قطب الاقطاب اور نبی الانبیاء ہے اور رکنہ اس کا ہے ظہور اس تجلی کا صورت بشریت میں پس جب منعقد ہوتی ہے کوئی حقیقت مثال میں متوجہ خلقت کی طرف اس کا نام حقیقت محمدیہ رکھا جاتا ہے اور قطب اور نبی اور وہ اس سے متحد ہوتی ہے جو بھیجا جائے خلقت کی طرف پھر جب وہ امر ہوچکتا ہے اور وہ مبعوث

علیٰ الخلق انفکت عنه واما
سیدنا رسول الله صلی الله علیه
وسلم فلما کان مندرجا فی اصل
بعثته ان یکون شهیدا یوم
القیامة شفیعًا یومئذ تمهیدا من
الله للعصاة من خلقه ولطفا منه
بالنسبة الیهم لیخرج منه علیه
الصلوة والسلام همة عظیمة
تقتضی شمول الرحمة ایاهم
وخلوص ملکیتهم عن بهیمتهم
فیکون معک الرحمة الله وجوده
بالنسبة الی اولئک الاقوام
وذلک کخلقة قوی التناسل
لیبقی النوع وکذلک خلق فی
کل نوع ما یفیده عنده ینوبه
النوائب لم یزل صلی الله علیه
وسلم لا یزال متوجها الی الخلق
مقبلا الیهم بوجهه فذلک کان
احق الانبیاء بحلول هذه الحقیقة
المثالیة فیه واتحادها معه بحیث
لا یتمیز الظاهر من المظهر

متوجہ ہوتا ہے رحمت رب کی طرف اور
خلقت کی طرف پیٹھ کرتا ہے تو تدلی جدا
ہوجاتی ہے اس سے مگر ہمارے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل بعثت میں یہ
بات مندرج تھی کہ آپ قیامت کے دن
شہید ہوں اور شفیع ہوں اس روز اور
عذرخواہ گنہگاروں کے اللہ کے لطف سے
اور ظاہر ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی وہ ہمت عظیم کہ شمول رحمت کے
مقتضی ہے ان پر اور ان کی ملکیت بہیمیہ
سے خالص کرنے کو کہ آپ کا وجود ان
لوگوں پر رحمت الٰہی نازل ہونے کا
باعث ہو اور یہ ایسا ہے جیسے قوتین تناسل
کے بقائے نوع کے واسطے اور اسی طرح
پیدا کی گئی ہے ہر نوع میں وہ چیز جو
اسے مفید ہو بروقت پیش آنے حادثہ
کے ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
متوجہ ہیں خلقت کی طرف اور منہ کئے
ہوئے ہیں ان کی طرف اسی واسطے سب
نبیوں سے حقدار زیادہ ہیں بوجہ پائے
جانے اس حقیقت مثالیہ کے آپ میں اور
متحد ہونا اس کا آپکے ساتھ اس حیثیت
سے کہ ظاہر اور مظہر میں تمیز نہیں

فکانه عینها لا بطوع علیه الانفکاک وهذا حد معانی هذا البیت المشهور

افلت شموس الاولین وشمسنا

ابدا علیٰ افق العلیٰ لا تغرب

فاتحاده بهذه الحقیقة ابصره ببصر روحی ولمیته الاتحاد تفطنت بها ورایته صلی الله علیه وسلم مستقرا علی تلک الحالة الواحدة دائما لا یزعجه فی نفسه ارادة متجددة ولا شئ من الدواعی نعم لما کان وجهه صلی الله علیه وسلم الی الخلق کان قریبا جدا من ان یرتفع انسان الیه بجهد همته فیغیثه فی نائبته او یفیض علیه من برکاته حتی یتخیل انه ذو ارادات متجددة کمثل الذی یهمه اغاثه الملهوفین المحتاجین وتاملته علیه الصلوة والسلام الی ای مذهب من مذاهب الفقه یمیل لا تبعه والتمسک به فاذا

گویا کہ وہ بعینہ وہ ہے حقیقت میں جدا ہی نہیں اور یہ بھی ایک معنی ہیں اس بیت مشہور کے:

پہلوں کے آفتاب چھپ گئے + اور ہمارا آفتاب ہمیشہ بلند آسمان پر تاباں رہے گا۔

اس حقیقتؒ سے آپ کے متحد ہونے کو میں نے اپنی روح کی آنکھ سے دیکھا اور اتحاد کا سبب میں نے اس سے معلوم کیا اور دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قائم ہمیشہ اسی حالت واحدہ پر کہ وہاں سے آپ کو نہ تو کوئی ارادہ متجددہ ہٹا سکتا ہے اور نہ کوئی داعیہ ہاں جس وقت آپ متوجہ ہوتے ہیں خلق کی طرف تو نہایت قریب ہوتے ہیں کہ انسان اپنی کوشش ہمت سے عرض کرے اور آپ فریاد رسی کریں اس کی مصیبت میں یا اس پر ایسی برکتیں فاضہ فرمائیں کہ وہ خیال کرے کہ آپ صاحب ارادات متجددہ ہیں جیسے کوئی شخص مظلوموں محتاجوں کی فریاد رسی میں مصروف ہو اور میں نے غور کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مذاہب فقہ میں سے کس مذہب کی طرف مائل ہیں کہ

المذاهب كلها عنده على السواء
ليس علم الفروع فى حالة وهذه
من ديدن روحه الكريمة انما
الداخل فى جوهر روحه اصل علم
الفروع وهو عنايته الحق بنفوس
البشر من جهة اعمالهم واخلاقهم
واصلاحها وهذا اصل له فروع
واشباح يختلف باختلاف الزمان
فالداخل فى جوهر الروح هذا
الاصل فلذلک كان نسبة
المذاهب على السواء لا يتميز
عنده مذهب من مذهب لان كل
مذهب يحيط بما يجب من
امهات الفقه فى الدين المحمدى
وان اختلف فلو ان احدا لم يقتف
واحدا من المذاهب لم يكن له
صلى الله عليه وسلم سخط
بالنسبة اليه الا بالعرض وهو ان
يتفق اختلاف فى ملته وتقاتل
بين الناس وفساد ذات البين
وهذا اشد ما يسخط عليه
وكذلک رايت الطرق كلها عنده

میں بھی وہی مذہب اختیار کروں تو معلوم
ہوا کہ سب مذہب آپ کے نزدیک برابر
ہیں اس حالت میں علم فروع آپ کی روح
مبارک کے عادت میں سے یہی نہیں آپ
کی جوہر روح میں علم فروع کی اصل داخل
ہے اور وہ عنایت حق ہے نفوس بشر پر
انکے اعمال واخلاق اور ان کی اصلاح کی
جہت سے اور یہ اصل ہے اور اس کی فرع
اور صورتیں مختلف ہوتی ہیں اختلاف زمانہ
کے لحاظ سے پس داخل جوہر روح
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ اصل
ہے اسی واسطے آپ کے نزدیک سب
مذہب برابر ہیں ایک سے دوسرا جدا
نہیں معلوم ہوتا اس لیے کہ ہر مذہب محیط
وحاوی ہوتا ہے ان امہات و اصول فقہ پر
جو دین محمدی میں واجب و ضروری ہیں
اگرچہ مختلف ہو پس اگر کوئی متبع ایک
مذہب کا نہ ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم اس کی نسبت ناراض نہیں مگر اس
صورت میں جب دین میں اختلاف اور
لوگوں میں جنگ و جدال اور باہمی فساد کا
موجب ہو اور یہ امر آپ کے نہایت غصہ
کا موجب ہے اور اسی طرح میں نے دیکھا

على السواء كمثل المذاهب ويجب التنبيه بعد ذلك على نكتة وهى انه رب رجل يكون عنده ان النبى صلى الله عليه وسلم يختار المذهب الفلانى وانه الحق المطلوب ثم يقصر فيه فينعقد فى قلبه اعتقاداته قصر فى جنب الله ورسوله فياتى رسول الله صلى الله عليه وسلم ويقف عنده فيحد بينه وبين النبى صلى الله عليه وسلم بابا مسدودا لا ينفتح فيقول هذه معاتبة منه عليه الصلوة والسلام على تقصيرة والتحقيق انه اتاه بصدر ممتلئ مخالفة وانكباها فانسد باب الفيض من جهة سوء القابلية وقد يزعم الانسان ان الخروج عن المذاهب المدونة خروج عن ربقة التقليد للشرع والانقياد لحكم الله وان ليس هنالک طريقة مضبوطة غيرها فيكون الخروج عنها عنده

کہ تمام طرق صوفیہ مثل مذاہب کے آپ کے نزدیک برابر ہیں اور اس کے بعد ایک نکتہ سے آگاہ کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض آدمیوں کے ذہن میں یہ ہوتا ہے کہ فلاں مذہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے اور وہی مذہب حق و مطلوب ہے پھر اس میں قصور ہوجاتا ہے تو اس کے دل میں یہ اعتقاد جم جاتا ہے کہ میں نے قصور کیا اللہ اور رسول کا پھر حاضر ہوتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اور دیکھتا ہے اپنے دل میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دروازہ بند ایسا کہ نہیں کھلتا تو کہتا ہے کہ یہ عتاب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میری تقصیر سے اور تحقیق یوں ہے کہ وہ آپ کے پاس اس طرح حاضر ہوا ہے کہ سینہ مخالفت اور رکاوٹ سے بھرا ہوا ہے پس فیض کا دروازہ قابلیت نہ ہونے سے بند ہوگیا اور کبھی گمان کرتا ہے انسان یہ کہ مذاہب مقررہ کو چھوڑنا شرع کی پیروی اللہ کے حکم کی تابعداری کا چھوڑنا ہے اور تقلید کے سوا کوئی طریقہ مضبوط نہیں پس اس سے نکلنا اس کے نزدیک انقیاد شرع

مرادفا او ملازمًا للخروج عن ربقة الانقياد فيفطن بان النبى صلى الله عليه وسلم معاتب عليه وامثال هذه الشبهات كثيرا ما يقع للطالب ويجب التنبيه ايضا على ان الناس يدخلون المدينة المنورة فيرون اهلها على اعمال غيرمرضية عندهم اوفى نفس الامر فيبغضونهم ويضمرون حقدا ثم يدخلون الروضة المقدس ويواجهون فاذا جاء وقت الصفاء والخلوص ترشح من الحقد مرارة فانكدر حالهم فاياك ثم اياك ان يصدك من هذا النور الاتم عليه الصلوة والسلام امثال هذه الامور ورايته عليه الصلوة والسلام لابسا لباس العظموت والتشبه بالجبروت وله رقائق كثيرة بحسب تعدد كمالاته وتوجهه الناس اليه باستعداداتهم وامدنى عليه الصلوة والسلام فى

سے نکلنے کے برابر ہے اس سبب سے وہ جانتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر عتاب ہے اور اسی طرح کے بہت سے شبہادت جو طالب کو پیش آتے ہیں اور اس بات سے آگاہ کردینا بھی ضروری ہے کہ جب لوگ مدینہ منورہ میں داخل ہوتے ہیں اور وہاں کے لوگوں کے اعمال اپنے نزدیک برے دیکھتے ہیں یا وہ اعمال نفس الامر میں برے ہوتے ہیں تو ان سے بغض و کینہ رکھتے ہیں پھر جب روضۂ مقدسہ میں حاضر ہوتے ہیں اور ادھر متوجہ ہوتے ہیں اور صفائی کا وقت آتا ہے اور خلوص کا تو اس کینہ سے تلخی ٹپکتی ہے ان کا حال مکدر ہوجاتا ہے خبردار خبردار اس سے بچنا کہ اس نور اتم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے امر روکتے ہیں اور میں نے دیکھا آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کو عظموت کا اور تشبہ بالجبروت کا لباس پہنے ہوئے اور آپ کی بہت لطافتیں ہیں موافق شمار آپ کے کمالات کے اور لوگوں کا آپ کی طرف متوجہ ہونے کے اپنی استعدادوں کے موافق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مجلس میں

ذلک المجالس امدادا اجمالیا
تفصیله المجددیة والوصایة والقطبیة
الارشادیة واعطانی قبولا وجعلنی
اماما وصوب طریقتی ومذهبی اصلا
وفرعا لا لجمیع الناس بل الناس
مخصوصین فطرتهم فطرة
التحقیق بشرط ان لا یکون سببا
للاختلاف والتقاتل فهذه النکتة
یجب ان ینبه بها کل من اخذ
مذهبنا اصلا وفرعا وطریقتنا
سلوکا ثم اردت ان اساله عن
مسائل مبادی الوجود ومراتب
الجود والفناء والبقاء فاذا هو
علیه الصلوة والسلام متوجه
بالکلیة الی التدلی المذکور
فکلما اردت ان اساله منعنی
استغراقی فی کیفیة حاله عند
سواله وعلمنی ان اجلس بین
یدیه فاسال ربی بلسانی الذی
حذو الملاء الاعلی ثم اتلفع
بنوره جدا ثم اسال ثم اتلفع ثم
اسال وهلم جرا فعند ذلک
یختلط سوالی وهمته العلیا

میری اجمالی امداد فرمائی کہ تفصیل اس کی
مجددیت اور وصایت اور قطب ارشادیت
ہے اور مجھ کو قبولیت عطا ہوئی اور کیا مجھ
کو امام اور اچھا فرمایا، میری طریقہ اور
مذہب کو اصلاً و فرعاً لیکن سب کے واسطے
نہیں بلکہ واسطے خاص خاص لوگوں کے
جن کی فطرت میں تحقیق ہے اس شرط
پر کہ وہ سبب اختلاف اور زد و کشت کا نہ
ہو پس اس نکتہ سے واجب ہے آگاہ ہونا
اسے جو ہمارا مذہب اصلاً و فرعاً اختیار
کرے اور ہمارے طریقہ سلوک پر چلے پھر
میں نے چاہا کہ دریافت کروں آپ سے
مسائل مبادی وجود اور مراتب جود اور فنا
اور بقا تو میں نے دیکھا کہ آپ بلکل متوجہ
ہیں اس تدلی مذکور کی طرف پس جب میں
چاہتا تھا کہ پوچھوں تو میرا استغراق آپ
کی کیفیت حال کے دریافت میں مجھ کو
روک دیتا تھا اور مجھ کو سکھایا آپ نے کہ
آپ کے روبرو بیٹھوں اور اپنے رب سے
سوال کروں اپنی اس زبان سے جو ملاء اعلیٰ
کی طرف ہے پھر مجھ کو نور نے لپیٹ لیا
پھر سوال کیا پھر لپیٹ لیا پھر سوال کیا
غرض اسی طرح پھر اس وقت میں مختلط

فيصيب انسهم المرعى ورأيته مستقرا على حالة واحدة من حفظ صورته الكريمة وكونه عيبة وكرشا وقاية ودعاء لتدلى المذكور متوجها الى الخلق لابسا لباس عظموت وفيه من القبول والجذب والالفة مالا يحصى ولا يدرك انتهاءه فاذا توجه اليه انسان بجهد همته ولا اريد الانسان العالى اللهم فقط بل كل ذى كبد يشتاق الى شئ ويتوجه اليه بقصده وشوه فانه بتدلى اليه وهذا رد السلام واجابة الصلوات يعنى يحصل بسبب صنع هذا الانسان حالة شيهة بالقصد المتجدد وانا اعلمك سرا عظيما وهو ان الحكمة فى جعل هده النسمة المباركة رعاء للتدلى ان يتقرب الحق جدا الى اهل الارض والى سفلتهم ايضا وكان هذا الجود لا يتم الا بتوسط النسمة ورايته

ہو گیا میرا سوال اور آپ کی ہمت بلند پھر تیر نشانہ پر پہنچ گیا اور دیکھا میں نے آپ کی صورت کریمہ کو محفوظ حالت واحدہ پر اور یہ کہ آپ محل راز و کشیر الامت اور نگاہبان اور ظرف تدلی مذکور کے ہیں جس حال میں کہ لباس عظموت پہنچے ہوئے لوگوں کی طرف متوجہ ہیں اور اس میں قبول اور جذب اور الفت بیشمار ہے کہ اس کی انتہا نہیں دریافت ہو سکتی پس جس وقت متوجہ ہو آپ کی طرف کوئی انسان اپنی کوشش ہمت سے اور میری مراد فقط انسان عالی ہمت سے نہیں بلکہ جو اولوالعزم کسی شے کا مشتاق اور آپ کی طرف متوجہ ہو اس شے کے قصد اور شوق سے تو آپ تدلی کرتے ہیں اس کی طرف اور یہی رد سلام اور اجابت درود ہے یعنی حاصل ہوتی ہے بسبب اس توجہ کے انسان کو ایک حالت کہ شبیہ ہے قصد متجدد کے اور میں بتاؤں تجھ کو ایک سر عظیم اور وہ یہ ہے کہ اس نسمہ مبارکہ کو تدلی کے ظرف بنانے میں یہ حکمت ہے کہ اللہ کا بہت قرب ہو اہل زمین سے اور جو ان سے نیچے ہیں اور یہ بھی ہے کہ یہ جود تمام نہ ہوتا تھا مگر اسی نسمہ کے توسط

عليه الصلوة والسلام ينشرح انشراحا عظيما لمن صلى عليه ومدحه ورايته صلى الله عليه وسلم بارزا مفيضا فيض الصحبة كمثل المشائخ الصوفية فى مجالس الافاضة وانا بين يديه وكل ما علمنا ک مشهد واحد من مشاهده وتفطن اخى محمد عاشق بسر عجيب لا اشک انه من افاضة الحق ان الحج کمال تام من کمالات ولذلک يظهر فى قلوب الحجاج ابتهاج بانفسهم ويتحجج وسر المسئلة ان الوصول الى الله تبارک وتعالى هو الكمال ولما تدلى الحق الى الحق بنصب الكعبة شعارا من شعائره كان الوصول اليها هو الوصول الى الحق بحسب المسافة فالوصول الى الله على وجوه والوصول بالمسافة ينتهى بالحج والله اعلم-

مشهد آخر سالته صلى الله عليه وسلم عن معنى

سے اور دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت خوش ہوتے، اس شخص سے جو آپ پر درود پڑھے اور آپ کی مدح کرے اور میں نے دیکھا آپ کو ظاہر فیض صحبت پہنچانے والا مانند مشائخ صوفیہ کے مجلس افاضت میں اور میں آپ کے حضور میں ہوں اور یہ سب جو میں نے بتایا ایک مشہد ہے مشہدوں میں سے اور بھائی محمد ﷺ عاشق کو خوب معلوم ہوا ایک سر عجیب میں یقین کرتا ہوں کہ وہ حق کی طرف سے ہے یہ کہ حج ایک پورا کمال ہے اور کمالوں میں سے اور اسی واسطے حاجیوں کے دل میں بہت خوشی ہوتی ہے اور اس مسئلہ کا سر یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ایک وصول ہی تو کمال ہے جب تدلی کی اللہ نے خلقت کی طرف کعبہ شریف کے قائم کرنے سے اور اس کو شعائر اللہ سے ایک شعار بنایا تو کعبہ شریف کی طرف وصول اللہ ہی کی طرف وصول ہوا۔ بحسب مسافت اور وصول الی اللہ کے بہت سے طریقے ہیں لیکن وصول بالمسافت حج سے منتہیٰ ہے واللہ اعلم۔

مشہد آخر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث شریف کے

قوله "كنت نبيا وآدم منجدل بين الماء والطين" وما كان هذا السوال بلسان المقال ولا الاخطار بالبال بل ملأت روحى شوقا وتروعا الى هذا السر ثم الصقتها بجنابه اشد ما اقدر فامتلأت منه بصورة مثالية فاراني صورته الكريمة المثالية بل ان يوجد فى عالم الاجسام ثم اراني كيفية انتقاله الى هذا العالم من عالم المثال واراني اشباح الانبياء المبعوثين وكيف افيض عليهم النبوة من حضرة التدبير حذو ما افيض عليه فى عالم المثال من تلك الحضرة واراني اشباح الاولياء وكيف يفاض عليهم العلوم والمعارف بعده فوضح لى الامر واستبان ووعيت عنه ما افاض على من صورة المثالية وفطنت بما اراد فى تلك الافاضة فها انا افسر لك ما فطنت اعلم ان الله تبارک وتعالىٰ تدليا عظيما متوجها الى الخلق به يهتدون

معنیٰ دریافت کئے جو آپ نے فرمایا ہے کہ ابھی آدم علیہ السلام آب و گل تھے کہ میں نبی تھا اور میرا یہ سوال زبان مقال سے نہ تھا اور نہ دل کے خطرات سے بلکہ اس سر کے شوق و آرزو سے میری روح بھری ہوئی تھی پھر میں ملا انجناب سے جہاں تک میں قدرت رکھتا تھا اور آپ کی صورت مثالیہ کے قریب پس آپ نے دکھائی اپنی وہ صورت مبارک مثالی جو پہلے عالم اجسام کی پائی جاتی تھی پھر دکھائی مجھ کو کیفیت اس عالم میں آنے کی عالم مثال سے اور دکھائیں مجھ کو صورتیں انبیاء مبعوثین کی اور یہ کہ کس طرح ان پر افاضہ ہوئی نبوت حضرت تدبیر سے مقابل اس کے جو ملے آپ کو عالم مثال میں اس حضرت سے اور دکھائیں مجھ کو صورتیں اولیاء کی اور یہ کہ کس طرح ان کو ملے علم اور معرفت بعد اس کی تو مجھ کو حال معلوم ہو گیا اور ظاہر ہو گیا اور میں ظرف بن گیا اس چیز کا جو مجھ کو ملا صورت شمالیہ سے اور میں نے جان لیا جو آپ نے اس افاضہ میں چاہا میں اب بیان کرتا ہوں تم سے جو میں سمجھا جاننا چاہیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی تدلی عظیم خلق کی طرف متوجہ ہے اسی سے سب ہدایت

واليه يلجاؤن وهذا التدلى له فى كل برهة من الزمان شان فيبرز الى الخلق برزة بعد برزة وكلما برز برزة ظهر فى العالم عنوان لتلك البرزة وهو الرسول المبعوث الى الخلق بالامر والنهى والتكليف فالرسول وما اتى به عنوان وتلك البرزة حقيقة فاذا برز برزة ظهر فى الناس وعلوم ومعارف تناسب تلك البرزة وان لم يعلموا انها فائضة منها وانها تناسبها والذين ظهر عليهم هذه العلوم والمعارف ان كانوا ممن اعتنوا بالاستنباط من كلام الرسول فهم الاحبار والرهبان وان كانوا ممن لا يعتنون بذلك وانما همتهم اخذ العلم من الله تبارك وتعالىٰ فهم الحكماء المحدثون اهل الحكمة والربانية فالقومان جميعا آخذان من تلك البرزة علموا او لم يعلموا وهذه هى المنة العظمى لا اخبار الرسول فانه لا يسمعه الا قوم دون قوم

پاتے ہیں اور اسی کی التجا کرتے ہیں اور اس تدلی کی ہر ایک دراز زمانہ میں شان ہے کہ خلقت کی طرف یکے بعد دیگرے ظہور کرتی ہے اور جب ظاہر ہوتا ہے کوئی ظہور تو عالم میں اس ظہور کا ایک عنوان ہوتا ہے اور اسیٔ سے مراد رسول ہے جو بھیجا جاتا ہے خلقت کی طرف اللہ کے امر ونہی اور شریعت کے ساتھ بس رسول اور وہ جو احکام لائے عنوان ہیں اور وہ ظہور حقیقت ہے جب کوئی ظہور ہوتا ہے تو لوگوں میں علوم و معارف پھر اس ظہور کے مناسب ہوتے ہیں اگرچہ لوگ نہ جانیں کہ وہ فائض ہیں اس ظہور سے اور اس کے مناسب ہیں اور جن پر یہ علم ظاہر ہوتے ہیں اور معرفتیں اگر وہ ایسے لوگ ہیں کہ کلام رسول اللہ سے استنباط کر سکتے ہیں تو ان کو احبار اور رہبان کہتے ہیں اور اگر وہ لوگ ایسے نہیں ہیں اور ان کی ہمت ہے علم حاصل کرنا اللہ تبارک وتعالیٰ سے تو وہ لوگ حکمائے محدث اہل حکمت ربانی ہیں تو دونوں فرقے اس ظہور سے علم حاصل کرتے ہیں اس بات کو جانیں یا نہ جانیں اور یہی بڑا احسان ہے نہ اخبار رسول کہ اس کو کوئی قوم سنتی ہے کوئی نہیں سنتی تو جب اللہ نے چاہا کہ آدم

فلما اراد الله تعالیٰ ان یخلق آدم علیه السلام لیکون ابا لنوع البشر فارادة خلقه انما هی ارادة خلق البشر جمیعا تحرکت الارواح البشریة الی المثال المناسب بالاجسام فهیکل نبینا صلی الله علیه وسلم ای هیکله المثالی امکن من نفسه لانطباق هذا التدلی بحسب برزة من البرزات فانطبق علیه شبیها من انطباق الکلی علی الجزئی وذلک لسابق عنایته الله به والناس لیوجد لهم غیاث یعد لفیضان رحمة الله یوم الحشر ولعقد تشریع علیهم وذبدوی فاسده عنهم اذا احتاجوا الی ذلک اشد حاجة فهذا معنی کونه صلی الله علیه وسلم نبینا قبل تسویة آدم علیه السلام ثم لما وجدت اشخاص البشر واختلف طرایقهم فمن مفرط من مقرط اقتضی التدبیر الٰہی ان یسوی امرهم فانطبق التدلی علی رجل من طولاء الاشخاص فاوحی الیه ما فیه صلاح قومه وبرز ببعثه برزة

علیہ السلام کو پیدا کرے وہ نوع بشر کے باپ ہوں تو آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے کا ارادہ بیشک سب نوع بشر کے پیدا کرنے کا ارادہ ہے ارواح بشریت نے حرکت کی مثال کی طرف جو اجسام کے مناسب ہے تو پیکر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی آپ کی پیکر مثالی بہت ممکن ہوئے اپنی ذات کی رو سے منطبق ہونے کو اس تدلی کے موافق ظہور کے ظہورات میں سے پس منطبق ہو گئی اس پر ازروئے شبیہ کے جیسے کلی منطبق ہوتی ہے جزئی پر اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی سابق عنایت سے ہے ان پر اور لوگوں پر تا کہ پایا جاوے ایسا مددگار کہ معین ہو فیضان رحمت خدا کا حشر کے روز اور ان کی شریعت کے منعقد کرنے والا اور واسطے ہٹادینے کے ان سے امراض فاسدہ جب ان کو اس کی حاجت ہو بہت سخت حاجت پس یہ معنیٰ ہیں آدم سے پہلے اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کی پھر جب موجود ہوئے اشخاص بشری اور ان کے طریقے مختلف ہوئے کوئی افراط کرنے والا کوئی تفریط کرنے والا تو تدبیر الٰہی نے چاہا کہ ان کے کام میں اعتدال آجائے تو منطبق ہوئی تدلی ان

ما من البرزات فانما المنطبق علیه من هذا النبی هو وجوده البشری وانما کان فی المثال حکایة انه یستعد لذلک فیفاض استعد له واما نبینا صلی الله علیه وسلم فکان الانطباق فیه بالفعل لا علی الحکایة ثم لما وجد صلی الله علیه وسلم فی الخارج برز بیروزه برزة من برزات التدلی وتلک البرزة کانت مشتملة علی قوة مثالیته فتلبست البرزة لباس المثال وسد الافاق وما کان التدلی قبل بارزا بلباس المثال وان کان نفس المثال لابد منه فی الموجود وانما اعنی ان المثال لم یکن بین الله وبین خلقه بحسب بروز هذا التدلی قبله علیه الصلوة والسلام واما بعد فامتلا الجوّ وامتلات السموات والارضون بالهیکل المثالی للتدلی وما من آخذ علما او معرفة او حالا الهیا او کمالا الا وماخذه القریب هذا الهیکل المثلی علم او جهل فکان علیه الصلوة والسلام خاتم النبیین

شخصوں میں سے ایک شخص پر اور وحی کی اس پر وہ باتیں جس میں اس کی قوم کی صلاح و درستی ہو اور ظہور کیا اس کے بعثت سے ایک برزہ نے پس اس شخص پر اس نبی کا وہی وجود بشری ہی منطبق ہے اور بیشک وہ مثال میں حکایتًا تھا تاکہ مستعد ہو وہ واسطے اس کے پس افاضہ کیا جاتا ہے وہ جس کی استعداد رکھتا ہے مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اسی وقت منطبق تھا، حکایتًا نہ تھا پھر جب ظاہر ہوئے آنحضرت خارج میں تو ظاہر ہوا برزات تدلی سے ایک برزہ اور وہ برزہ مشتمل تھا قوت مثالیہ پر اس برزہ نے لباس مثال کو پہنا اور آفاق کو درست و سدید کردیا اور پہلے تدلی کا بروز مثال کے لباس میں نہ تھا اگرچہ نفس مثال کا موجود ہونا تھا اور تحقیق اس سے مراد میری یہ ہے کہ مثال نہ تھی بحسب ظہور اس تدلی کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل درمیان اللہ اور خلقت کے لیکن بعد میں پر ہوگیا جوّ اور سب آسمان اور زمین ہیکل مثالی تدلی سے پھر جس کو حاصل ہوا علم یا معرفت یا حال الٰہی یا کمال تو اس کا ماخذ قریب یہی ہیکل مثالی ہے وہ جانے یا نجانے پس ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

وانقطعت النبوة بعده لا حقيقة عليه السلام التى بعثته كالعنوان لها هى هذه البرزة المثالية المستطيرة اذا فهمت ذلك تحقق عندك انه رحمة للعالمين وانه خاتم النبيين وان الانبياء عليهم السلام انما اخذوا الفيض عن حضرت التدلى وان كانوا فى عالم الاجسام واما الاولياء فانما ياخذون عن برزة مثالية هى حقيقة بعثته عليه السلام وما ميزت شخصا من اولئك الاشخاص عن السر ابراهيم عليه السلام فانه انعقدت نبوته فى الروح انعقادا اضعف من انعقاد نبوة نبينا صلى الله عليه وسلم فظهر التدلى ببعثته برزة روحية ظهورا اضعف من ظهور البرزة المثالية عند بعثة نبينا صلى الله عليه وسلم ولذلك لم يكن بعده كامل نبى ولا محدث الا فى ملته ولما تنقطع النبوة فلما وجد نبينا ظهرت البرزة المثالية ظهورا بيّنا فانقطعت راستا وافيضت العلوم والمعارف فيضانا ثجاجا لانها فى الاكثر منعقدة فى المثالى.

خاتم النبیین اور منقطع ہوگئی آپ کے بعد نبوت اس لئے کہ حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جبکہ مبعوث مانند عنوان نبوت کے تھے وہ یہی برزہ مثالیہ مستطیرہ تھا جب تم نے یہ بات سمجھ لی تو تم کو معلوم ہوگیا کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور سب انبیاء کو فیض اس تدلی سے ہوا اگرچہ وہ عالم اجسام میں تھے اور اولیاء اللہ حاصل کرتے ہیں فیض برزہ مثالیہ سے کہ وہ حقیقت بعثت آنحضرت ﷺ ہے اور مجھ کو تمیز نہیں ہوا کوئی ان اشخاص میں سے اس راز کا مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کہ ان کی نبوت عالم روح میں منعقد ہوئی ساتھ انعقاد وضعیف کے انعقاد نبوۃ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پس ظاہر ہوئی تدلی ساتھ بعثت برزہ روح ابراہیم علیہ السلام کے ضعیف ظہور برزہ مثالیہ سے وقت بعثت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اسی واسطے آپ کے بعد نہ ہوا کوئی کامل نبی اور نہ محدث مگر آپ کی ملت میں اور نہ منقطع ہوئی نبوت پھر جب آئے ہمارے نبی تو ظاہر ہوا برزہ مثالیہ بہت روشنی کے ساتھ اور منقطع ہوگئی، نبوت بالکل اور افاضہ ہوئی علوم اور معرفتیں اچھی طرح اس واسطے کہ وہ اکثر طور پر منعقد تھے مثال میں۔

تحقیق شریف فان قلت

ما الحکمة فی کون الناس فی الزمن الاول بعد آدم علیه السلام ما یلین الی جهود القریحة وخمود الطبیعة مخلدین الی الاحکام البهیمة یستنبط حینئذ من الارتفاقات الا القلیل ولا من العلوم المحاضریة الطبیعة ولالهیة الا القلیل النادر مع طول اعمارهم وکثرة امعانهم وخوضهم ثم لم یزل من بعد ابراهیم علیه السلام یزید قلیلا قلیلا فی الیونان والروم والفارس وبنی اسرائیل والمغرب والعراق والعرب حتی وجد سیدنا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فثج بعده العلوم ثجا ونبع منهم العلوم الحکمة والفنون الادبیة والمحاضریة والعلوم الشرعیة بحیث لا انتها لها ولا ارجا قلت ان للّٰه تبارک وتعالیٰ تدلیا عظیما امتلاء منه السمٰوٰت والارضون وحقیقة معرفته

تحقیق شریف اگر تم پوچھو کیا

حکمت ہے کہ زمانہ سابق میں حضرت آدم علیہ السلام کے بعد لوگ کند ذہن و سرد و طبع و بہائم سیرت ہوئے کسی نے اس وقت ارتفاقات کا استنباط نہ کیا مگر قلیل آدمیوں نے اور نہ علوم محاضرات طبعی و الٰہی ان کو حاصل ہوئے، مگر شاذو نادر کو باوجود یہ کہ عمریں بڑی پائیں اور فکر و خوض بہت کئے پھر بعد حضرت ابراھیم علیہ السلام کے تھوڑی تھوڑی بڑھتی گئی یونان وردم وفارس و بنی اسرائیل اور مغرب اور عراق اور عرب میں یہاں تک کہ پیدا ہوئے ہمارے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر تو علوم کے دریا رواں ہوگئے اور ان سے علوم حکمیہ کے چشمے جاری ہوگئے اور فنون ادبیہ اور محاضریہ اور علوم شرعیہ ایسے کہ جن کی انتہا ہے نہ حد میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی ایک تدلی عظیم ہے جس سے سب آسمان اور زمینیں پُر ہیں اور اس کی

الشخص الاکبر بربه فانما لما عرف رب حق معرفته وتصوره کما ینبغی من تصورة ارتسمت فی مدرکته صورة شافخة تحکی جلال الله وعزه علی وجهه وهذه الصورة دائمة ما دام الشخص الاکبر وهی منطبقة علی الله وحاکیة له اتم حکایة واوفقها بما فی نفس الامر ثم لما وجدت العناصر والافلاک فی الطبیعة الکلیة کانت هذه الطبیعة محفوظة فیها کان نحفاظ الطبیعة الارضیة فی المعدن والنبات والحیوان والانسان وکانت خواصها ومقتضیاتها وقواها ایضا محفوظة بانحفاظ نفسها ثم لما وجدت المعادن والنباتات والحیوانات والانسان کانت طبائع العناصر والافلاک محفوظة فیها ولیست هذه الا کالمرایا لظهور خواص الافلاک

حقیقت شخص اکبر کا اپنے رب کو پہچاننا ہے پس جب اُس نے اپنے رب کو پہچانا جیسا اس کے پہچاننے کا حق تھا اور اس کا تصور کیا جیسا چاہیے اس کا تصور کرنا تو اس کے مدرکہ میں ایک صورت عالیہ منقش ہو گئی جو یاد دلائے اللہ تبارک وتعالیٰ کا جلال و عزت جو اس کے شایان ہے اور جب تک شخص اکبر ہے تب تک یہ صورت قائم ہے اور وہ اللہ تعالیٰ پر منطبق ہے اور اس کی پوری طور پر یاد دلانے والی اور نفس الامر کے بہت موافق ہے پھر جب پیدا ہوئے عناصر اور افلاک طبیعت کلیہ میں تو یہ طبیعت کلیہ محفوظ تھی اس صورت میں اس طرح جیسی طبیعت ارضیہ محفوظ ہے معدن اور روئید گی اور حیوان اور انسان میں اور ان کے خواص اور مقتضیات اور قوا بھی محفوظ ہیں ساتھ انحفاظ اپنی نفس کے۔ پھر جب پائے گئے معادن اور نباتات اور حیوانات اور انسان تو طبائع عناصر و افلاک ان میں محفوظ تھے اور نہیں یہ مگر مانند مرایا کے واسطے ظہور خواص اور حرکات افلاک اور عناصر اور اس کے طبائع کے اور طبیعت کلیہ مع اپنی قوا

وحركاتها والنعاصر وطبائعها
وكانت طبيعة كلية بما معها من
القوى محفوظة في الافلاك
والنعاصر فكل فرد من الانسان
في جذر فواده جوهر نفسه واسر
تحققه معرفة بربه الا انها في
حجب كثيرة اذ لوح نفس الانسان عرضة
لظهور حكم كل طبيعة من طبايع الامهات
والمؤمنات وبقدر انطباع تلك
الصور ينتقص صفائها ويختفي
حكم نقطة التدلي الذي هو
الحبل الذي من تمسك به عرف
ربه فتلك الحجب المتراكمة
بعضها فوق بعض فمن رزق
التنبه بحقيقة الحقائق وعرف
انفسارها الى الطبيعة الكلية
واجزائها فمثل نور الله عنده
كمشكواة فيها مصباح المصباح
في زجاجة الآية استنارت الحجب
كلها بنور الاصل واستضاءت
بضوءه وكانت له في معرفة لا
علميه ومن لم يرزق التنبه لها لم

کے افلاک و عناصر میں محفوظ تھی تو ہر فرد
انسان کے اصل دل اور جوہر نفس اور
بنیاد تحقیق میں اپنے رب کے معرفت تھی
مگر بہت سے پردوں اور حجابوں میں اس
واسطے کہ لوح نفس انسان سرمایہ ہے
واسطے ظہور حکم ہر طبیعت کے طبائع
امہات و مولدات سے اور بقدر منتقش
ہونے ان صورتوں کے ناقص ہوجاتی
ہے، صفائی اس لوح نفس انسان کی اور
پوشیدہ ہوجاتا ہے حکم نقطہ تدلی کا وہ تدلی
جو ایک ایسی رسی ہے کہ جو اس کو پکڑے
اپنے رب کو پہچان لے پس وہی حجاب
ہیں کہ ایک دوسرے پر پڑے ہوئے ہیں
تو جس شخص کو نصیب ہوگیا تنبہ حقیقت
الحقائق پر اور جان لیا اس نے انفسار تدلی
کا جو طبیعت کلیہ اور اس کے اجزاء کی
طرف ہے، تو اس کے نزدیک اللہ کے
نور کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک چراغ
روشن جو شیشہ کی قندیل میں ہو کہ کل
حجاب نور اصل سے اور اس کی روشنی سے
روشن منور ہوگئے اور وہ حجاب اس کو
معرفت الٰہی میں مفید ہوگئے نہ مضر اور
جس شخص کو نصیب نہ ہوا تنبہ حقیقت

يعرف انفسارها فمثل ظلماته المتراكمة كظلمات بحر لجى يغشاه موج من فوقه موج من فوقه سحاب الآية واذا تمهد هذا فاعلم انه بقدر اعداد المعدات تظهر هذه النقطة وآثارها وكلما كان الاعداد اتم واوفر كان ظهورها اصرح وابين ومن المعدات الملاء الاعلى ولست اعنى بهم الملائكة فقط بل اعظمهم واشبههم نفوس الكمل حين طرحت عنها جلابيب ابدانها الكثيفة فكل من مات من الكمل يخيل الى العامة انه فقد من العالم ولا والله ما فقد بل تجوهر وقوى فكل سيد من سادات الملاء الاعلى يوفق لقدح الحجب المتراكمة والوصول الى هذا۔

الحقائق پر اور اس نے نہ جانا اس کے انفسار کو تو اس کی سخت تاریکیوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک گہرے دریا کی اندھیریاں تھپیڑے مارتی ہے اس کو لہر پر لہر اور اس کے اوپر ابر ہے جب یہ تمہید ہولی تو جان لینا چاہیے کہ معدات کے شمار کے موافق یہ نقطہ ظاہر ہوتا ہے اور اُس کے آثار اور جس قدر کہ اعداد بہت ہوں گے اتنا ہی ظہور بھی صریح اور ظاہر ہوگا اور معدات میں سے ملاء اعلیٰ پورے ہیں اور میری مراد اس سے فقط فرشتے نہیں بلکہ جو نفوس کاملہ کہ اعظم اور اشبہ ہیں اس سے جس وقت ان کے بدن کثیف کی چادریں اتار ڈالی جاتی ہیں تو جب کوئی کاملین میں سے مرجاتا ہے تو خام لوگ جانتے ہیں کہ وہ عالم سے گم ہوگیا خدا کی قسم وہ گم نہیں ہوا پس ہر ملاء اعلیٰ کے ہر سردار کو حجاب متراکمہ قطع کرنے اور اس تدلی کی طرف پہنچنے کی توفیق نہ دی جاتی ہے۔